

وحدت الشہود کا آغاز و ارتقاء اور مقبولیت: ایک تحقیقی مطالعہ

The Beginning, Evolution and Popularity of Unity of Evidence: A Research Study

Dr. Muhammad Qasim

Ex. Visiting Lecturer in Islamic Studies, Jaranwala Center, Allama Iqbal Open

University Islamabad, Pakistan

E-mail: m.qasim2937@gmail.com

Prof. Dr. Matloob Ahmad

Dean Faculty of Arts and Social Sciences, The University of Faisalabad, Faisalabad

E-mail: dr.matloobahmad906@gmail.com

Received on: 03-07-2022

Accepted on: 04-08-2022

Abstract

In the eleventh century AH, Hazrat Mujaddid Alf-Sani refuted Sheikh Akbar's belief in the Oneness of Being. Shaykh Akbar Ibn Arabi's argument was that the attributes of caste are exact. The universe is a manifestation of attributes and since attributes are the same essence. Therefore, the universe is also the same essence. In fact, the attributes are not exact, but superfluous. The existence of Allah Almighty is perfect in itself. He does not need attributes for His fulfillment. Attributes are the determinants of its existence. He exists. But its very existence is its essence. She is audible. By myself He is All-Knowing. He is the seer of his own self. The attributes of God Almighty are not the exact essence but the manifestation of His essence and the whole universe is not the name of the manifestation of the attributes of God but the shadow of His attributes. The shadow is never exact and the manifestation is never exact. This is called Wahdat al-Shuhud.

Keywords: Beginning, Evolution, Popularity, Unity of Evidence

گیارہویں صدی ہجری میں جناب حضرت مجدد الف ثانیؒ نے شیخ اکبر کے وحدت الوجود کے عقیدے کی تردید کی۔ شیخ اکبر ابن عربی کا استدلال یہ تھا کہ ذات کی صفات عین ہے۔ کائنات صفات کی تجلی ہے اور چونکہ صفات عین ذات ہیں۔ اس لیے کائنات بھی عین ذات ہے۔ اصل میں صفات عین ذات نہیں بلکہ زائد علی الذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وجود فی ذاته کامل ہے۔ اسے اپنی تکمیل کے لیے صفات احتیاج نہیں ہے۔ صفات اس کے وجود کے تعینات ہیں۔ وہ موجود ہے۔ لیکن اس کا وجود خود اسی کی ذات ہے۔ وہ سمعی ہے۔ اپنی ذات سے۔ وہ علیم ہے اپنی ذات سے۔ وہ بصیر ہے اپنی ذات سے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی صفات عین ذات نہیں بلکہ اس کی ذات کے اظلال ہیں اور تمام کائنات اللہ کی صفات کی تجلی کا نام نہیں بلکہ اس کی صفات کا ظل یعنی سایہ ہے۔ ظل کبھی عین نہیں ہوتا اور مظہر کبھی عین ظاہر نہیں ہوتا۔ اسے وحدت الشہود کہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نظریہ وحدت الشہود کی ترویج و اشاعت کی ہے۔ نہ کہ اس کو ایجاد کیا ہے۔ کیونکہ آپؒ سے پہلے دور کے صوفیاء

اکرام میں اس نظریہ کا تصور ملتا ہے۔ جنہوں نے اس وحدت الشہود پر بات کی ہے اور اس کی باقاعدہ ایجاد شیخ علاؤالدولہ سمنانی^(736ھ) نے کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی⁽⁷⁾ نے اس وحدت کو وحدت الشہود کا نام دیا اور اسے اوج کمال تک پہنچا دیا۔ پہلے صوفیاء کرام جن کا اس نظریہ پر ذکر ملتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1. حضرت جنید بغدادی^(297-215ھ)
2. حسین بن منصور حلاج^(309-244ھ)
3. ابو منصور ماتریدی^(333-238ھ)
4. شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز^(440-356ھ)
5. سید علی بن عثمان بجوری^(465-400ھ)
6. ابواسماعیل ہروی^(متوفی 481ھ)
7. امام غزالی^(505-450ھ)
8. عثمان بن ابی بکر بن یونس^(646-570ھ) / 1175-1249ء
9. حضرت شیخ ابوالحسن مغربی شاذلی^(656-591ھ)
10. شیخ علاؤالدولہ سمنانی^(736-659ھ) / 1261-1336ء
11. حضرت خواجہ باقی باللہ^(1012-971ھ)

حضرت جنید بغدادی⁽⁷⁾:

آپ کا نام و نسب ابوالقاسم جنید بن محمد بن جنید الخزاز ہے۔ آپ کی ولادت 215ھ بغداد میں ہوئی۔ آپ کے والد شیشہ گری کا کام کرتے تھے۔ اس لیے تواریری کہلاتے تھے۔ آپ کے ماموں شیخ سری سقطی⁽⁸⁾ تھے۔ جو اپنے عہد کے عظیم الشنا صوفی تھے۔ آپ کا شجرہ طریقت یہ ہے:

حضور انور محمد ﷺ، امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ، خواجہ حسن بصری⁽⁹⁾، خواجہ حبیب عجی، خواجہ داؤد طائی، خواجہ معروف کرخی، خواجہ سری سقطی، خواجہ جنید بغدادی۔ آپ کا وصال مبارک 297ھ میں ہوا۔ مزار بغداد میں مرجع خلافت ہے۔ صوفیاء کے امام حضرت جنید بغدادی⁽⁷⁾ فرماتے ہیں کہ:

"التوحيد افراد القديم عن المحدث"¹

"توحید در حقیقت قدیم (واجب الوجود) کو حادث (ممکن الوجود اور اشیائے کائنات) سے جدا کرنے کا نام ہے۔

حضرت جنید بغدادی⁽⁷⁾ کے قول کی تشریح یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے۔ واجب الوجود ہے۔ وہ حادث نہیں ہو سکتی اور اس کے علاوہ ساری مخلوق حادث ہے۔ جو قدیم نہیں ہو سکتی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ:

"اَصْرَفْ هَمَكَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَ اَيَاكَ اَنْ تَنْظُرَ بِالْعَيْنِ اِلَى بَهِتْشَا هَدِ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَى غَيْرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَتَسْقُطَ عَيْنُ اللَّهِ -"²
"یعنی اپنی ہمت کو اللہ عزوجل کی طرف پھیر اور بچ اس سے کہ جس آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھے۔ اسی آنکھ سے غیر اللہ کو دیکھے پھر خدا کی آنکھ سے گر جائے۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے حلاج کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اے حسین! خدا اور اک سے ماوراء ہے۔ کوئی شے اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ جب تم اس کی تعریف کرنے پر بھی قادر نہیں تو کس اتصال کی بات کرتے ہو۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ ہر آن ہر ساعت تمہارے ساتھ موجود ہے۔ لیکن تمہاری یہ خواہش کہ وہ اور تم ایک ہو جاؤ۔ کامل اور اک سے بھی آگے جہاں بندے اور خدا میں کوئی فرق نہ رہے کوئی فاصلہ نہ رہے۔ تمہیں وار تک لے جائے گی۔ تمہارے اندر بے پناہ ممکنات ہیں۔"³

حضرت جنید بغدادی کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات قدیم جبکہ دنیا کا وجود بعد میں اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ انہوں نے دنیا کو حادث کا نام دیا ہے۔ جو قدیم یعنی اللہ تعالیٰ سے الگ ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہی چیز نظریہ وحدت الشہود کی تائید کرتی ہیں کہ خالق اور مخلوق ایک نہیں ہو سکتے ہیں۔

حسین بن منصور حلاج:

حسین بن منصور حلاج 244ھ میں ایران کے شہر بیضا کے قریب ایک بستی قریہ طور میں پیدا ہوئے۔ یہ زمانہ خلافت عباسیہ کی شان و شوکت کا دور تھا۔ اور آپ کا وصال مبارک 309ھ کو ہوا۔
طاسین التوحید میں لکھتے ہیں کہ:

"حق تعالیٰ ایک ہے۔ یکتا ہے اور بے گانہ ہے۔ اسی کا ایک ہونا مسلم ہے۔ توحید، موحد کی صفت ہے۔ موحد جس کی توحید کی گئی اس کی صفت نہیں ہے۔ پس اس کو صورت موحد کہو، صفت موحد نہ کہو۔ اگر میں کہوں کہ توحید کی بازگشت موحد کی طرف ہے تو میں نے توحید کو مخلوق بنا دیا ہے کیونکہ موحد وہ ہے۔ جو عقیدہ توحید رکھتا ہے۔ عقیدہ رکھنے والا بہر حال مخلوق ہے اور اگر میں کہوں کہ توحید، موحد کی طرف لوٹتی ہے تو وہ جو اپنی ذات سے ایک ہو اس کو کسی کے ایک ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے چونکہ وہ یگانہ و یکتا ہے۔ اس لیے وہ توحید بھی جو ایک موحد کی صفت ہے اور اگر میں توحید کی نسبت موحد کی طرف کروں تو پھر میں نے ایک قسم کی حد بندی کر دی ہے اور وہ لامحدود ہے۔"⁴
اور طاسین الاسرار میں لکھتے ہیں کہ:

"اگر میں یہ کہوں کہ "توحید" اس سے پیدا ہوئی تو میں نے ایک ذات کو دو ذاتوں میں بدل دیا ہے۔ چونکہ جب ذات پیدا ہوئی تو ذات کی یکتائی

نہ رہی اور وہ یگانہ و یکتا ذات ہے اور یہ اسی وقت تک ہے جب تک اس کے مقابلے میں کوئی ذات نہ ہو۔ اگر کوئی مقابلہ میں ذات ہو تو پھر یکتائی ذات کا تصور باقی نہیں رہتا۔⁵

طاہر منصور فاروقی اپنی کتاب میں عاصم بیضاوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے حلاج کو اپنے شاگردوں سے یہ لکھواتے سنا:
 "بے شک اللہ کی ذات واحد ہے۔ قائم بنفسہ ہے۔ اپنے قدیم ہونے کی وجہ سے اپنے غیر سے منفرد ہے اور اپنی ربوبیت کی وجہ سے اپنے ماسوا متوحہ ہے۔ کوئی شے اس سے عاجز نہیں ہو سکتی اور غیر اس سے مخالط نہیں ہو سکتا۔ مکان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا اور زمانہ اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔ فکر انسانی اس کا اندازہ نہیں کر سکتی اور تصور انسانی اس کی صورت نہیں بنا سکتا۔ نگاہ اسے دیکھ نہیں سکتی اور خطرہ اس کا خیال نہیں کر سکتا۔"⁶

اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔ جو یہ سارا نظام چلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور انسانوں کی صفات میں بھی بڑا فرق ہے۔ یہ صفتیں بھی متحد نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو سارا نظام درہم برہم ہو جانا تھا۔ چونکہ وحدت الوجود والے کہتے ہیں کہ ہر چیز خدا ہے۔ اگر ہر چیز خدا ہے تو ہمیں ہر چیز کی عبادت کرنی چاہیے۔ جبکہ عبادت کے لائق ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

ابو منصور ماتریدی:

ابن کلاب (متوفی 241ھ/855ء) ابتدائی دور کے (اہل سنت) عالم و متکلم تھے۔ انہوں نے اپنی ایک الگ تحریک چلائی جسے کلابیہ کہا گیا اور اس کے ساتھ جڑے لوگ کلابی کہلائے۔ بعد میں یہ لوگ اشعری کہلائے اور پھر اشعری ماتریدی ہو گئے۔

مفتی میاں عابد علی ماتریدی ماتریدیہ کے ہاں وحدت الشہود کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:
 "اللہ تعالیٰ کو ذات میں ایک سمجھا جائے۔ اس کا کوئی ہم سر کوئی حصہ دار اور کوئی شبیہ نہیں۔ وہ اپنی صفات میں یکتا ہے اور اپنے افعال میں اکیلا ہے۔"⁷

تمام افعال کو سرانجام دینے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اس کے سوا کوئی ایسی ذات نہیں ہے جو یہ نظام چلا سکے۔ اس لیے ذات خداوندی میں کثرت نہیں ہے۔ وہ صرف اکیلا ہی سارا نظام قدرت چلا رہا ہے۔ اس کے فعل میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں ہے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز:

ابوسعید ابوالخیر مشہور ایرانی صوفی شاعر ہیں۔ آپ کا نام فضل اللہ ابوالخیر ہے اور کنیت ابوسعید ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت محرم 356ھ / دسمبر 967ء کو نیشاپور میں ہوئی۔ آپ سلطان الوقت تھے۔ اہل طریقت کے جمال اور دلوں کے مکرّم تھے۔ اس وقت کے تمام مشائخ ان کے گرویدہ تھے۔ آپ کا وصال مبارک 5 شعبان 440ھ / 12 جنوری 1049ء کو ہوا۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

"ان الله تعالى اجل من ايوصف او يذكر بذكر"⁸

"خدا تعالیٰ اس سے بلند تر ہے کہ کسی وصف کے ساتھ موصوف کیا جائے یا کسی ذکر سے مذکور کیا جائے۔" اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کے وصف سے پکارنا بھی اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ اس ذات کے صفاتی نام ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کو اس کے صفاتی نام کی بجائے ذاتی نام سے پکارنا چاہیے۔

حضرت سید علی بن عثمان ہجویریؒ:

آپ کی ولادت 400ھ میں ہوئی۔ ہجویر اور جلاب غزنین کے دو گاؤں میں۔ شروع میں آپ کا قیام یہی رہا۔ اس لیے ہجویری اور جلابی کہلاتے ہیں۔ سلسلہ نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ روحانی تعلیم جنید یہ سلسلہ کے بزرگ ابو الفضل محمد بن الحسن ختلیؒ سے پائی۔ مرشد کے حکم سے 1039ء میں لاہور پہنچے۔ کشف المحجوب آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ لاہور میں بھائی دروازہ کے باہر آپ کا مزار شریف ہے اور آپ کا وصال مبارک 465ھ کو لاہور میں ہوا۔

حضرت سید علی بن عثمان ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ ازلی ہے اور تم سب فانی اور عارض مظاہر ہو تمہاری ذات کو اس کی ذات سے کوئی نسبت یا علاقہ نہیں ہے اور نہ ہی تمہاری صفات اس کی صفات میں کوئی مشارکت یا مماثلت ہے اور نہ قدیم اور حادث میں کوئی یگانگت یا علاقہ ہے۔"⁹ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اس کی ذات کے لیے تغیر و تبدل ہے اور نہ کسی آفت کا صدور۔ کوئی مخلوق اس کی مانند نہیں ہے۔ سب کا وہی خالق ہے وہ باقی ہے۔"¹⁰ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے اور باقی سب دنیا ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ فانی ہے۔ ان دونوں میں کوئی یگانگت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تغیر و تبدل سے پاک ہے۔ جبکہ انسان کے اندر چھوٹی عمر سے لے کر بڑھاپے تک تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ یہ ہی باتیں وحدت الشہود میں بیان کی گئی ہیں۔ جو کہ اس نظریہ کی عکاسی کرتی ہیں۔

ابو اسماعیل ہرویؒ: (متوفی 481ھ)

آپ کی ولادت 4 مئی 1006ء کو ہوئی۔ گیارہویں صدی میں ہرات (خراسان، موجودہ صوبہ ہرات افغانستان) کے رہنے والے حنبلی فقیر اور فارسی زبان کے مشہور صوفی شاعر تھے۔ اور آپ ایک نادر شخصیت، مفسر قرآن، راوی، مناظر اور شیخ طریقت تھے۔ جو عربی اور فارسی زبانوں میں اپنے فن تقریر اور شاعری کے باعث جانے جاتے تھے۔ آپ کا وصال مبارک 8 مارچ 1089ء کو ہوا۔ اس نظریہ وحدت الشہود پر متقدمین میں سے ابو اسماعیل ہرویؒ نے بھی گفتگو کی ہے۔ چنانچہ محتشم خاں تصوف تاریخ کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ:

"تحریری طور پر یہ نظریہ (وحدت الشہود) جزو ابو اسماعیل ہروی (481ھ) نے پیش کیا۔"¹¹

ہر صوفی نے اپنے دور میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے خیالات یا تو نظریہ وحدت الوجود کی عکاسی کرتے ہیں یا وحدت الشہود کی

عکاسی کرتے ہیں۔ ایسے ہی ابواسماعیل ہروی کے خیالات وحدت الشہود کی حمایت کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ (505-450ھ):

ابو حامد غزالی اسلام کے مشہور مفکر اور متکلم تھے۔ نام محمد اور کنیت ابو حامد تھی۔ جبکہ لقب زین الدین تھا۔ ان کی ولادت 450ھ میں طوس میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم طوس و نیشاپور سے حاصل کی۔ نیشاپور سے وزیر سلاجقہ نظام الملک طوسی کے دربار میں پہنچے۔ اور 484ھ میں مدرسہ بغداد میں مدرس کی حیثیت سے مامور ہوئے۔ جب نظام الملک اور ملک شاہ کو باطنی فدائیوں نے قتل کر دیا تو انہوں نے باطنیہ، اسماعیلیہ اور امامیہ مذاہب کے خلاف متعدد کتابیں لکھیں۔ اس وقت وہ زیادہ تر فلسفہ کے مطالعہ میں مصروف رہے۔ ان کا یہ دور کئی سال تک قائم رہا۔ لیکن آخر کار جب علوم ظاہری سے ان کی تشقی نہ ہوئی تو تصوف کی طرف مائل ہوئے اور پھر خدا اور سول و حشر و نشر تمام باتوں کے قائل ہو گئے۔ ان کی مشہور تصانیف احیاء العلوم، تحفۃ الفلاسفر، کیمائے سعادت اور مکاشفۃ القلوب ہیں۔ ان کا انتقال 505ھ کو طوس میں ہوا۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

"اس حقیقت کا علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قدیم و ازلی ہے۔ اس سے پہلے کسی چیز کا وجود نہیں بلکہ وہی کائنات کا نقطہ آغاز ہے اور ہر مردہ، زندہ اور بے جان، جاندار سے پہلے موجود ہے۔ جس طرح یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ازلی و قدیم ہے۔ اسی طرح یہ حقیقت ہے کہ اس کی ذات و صفات ابدیت سے بھی متصف ہے۔ بس وہی اول ہے اور وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے۔" ¹²

اللہ تعالیٰ کی ذات سے پہلے کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے مطابق تخلیق کیا ہے۔ جس طرح اس کی ذات سب سے اول ہے۔ اسی طرح وہی آخر ہے لہذا یہی چیزیں اس نظریہ کی تائید کرتی ہیں کہ انسان ریاضت و مجاہدات کے ذریعے خدا نہیں ہو جاتا ہے بلکہ خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

عثمان بن ابی بکر بن یونس (646-570ھ) 1175-1249ء:

آپ لکھتے ہیں کہ:

"محقق را کہ وحدت در شہود است

نخستین دید بر نور وجود است

ولی کر بہ معرفت نور خدا دید

ہر چیز ہے کہ دید اول خدا دید" ¹³

"اس محقق کے لیے جس کے مشاہدہ میں وحدت ہے۔ اس کی نظر پہلے نور وجود ہی پر پڑتی ہے۔ وہ ولی جس نے معرفت سے نور خدا دیکھا تو پھر اس نے جو چیز بھی دیکھی۔ اس میں خدا ہی کے جلوہ کو مشاہدہ کیا۔"

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نور اور اس کے جلوہ گری کی مشاہدہ ہے اور جو چیز گواہی دے رہی ہے وہ مخلوق ہے۔ خالق نہیں ہے۔ خالق کا مقام و رالور ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ :

"موجود حقیقی اور موثر مطلق سوائے خداوند عزوجل کے اور کوئی نہیں ہے اور باقی تمام افراد اور صفات و افعال کو اسی موجود حقیقی کی ذات و صفات اور افعال میں ناچیز جانے یعنی ہر ایک ذات کی روشن ذات مطلق کے نور سے سمجھے ہر صفت کو اسی نور مطلق کا پر تو خیال کرے اور جہاں کہیں علم، قدرت، ارادہ، سمع اور بصر پائے ہر ایک کو اسی کے علم، قدرت، ارادہ، سمع اور بصر کا اثر خیال کرے اسی طرح دوسرے افعال و صفات کو قیاس کرنا چاہیے۔" ¹⁴

انسان کو اپنے افعال، صفات کی نسبت اسی کی طرف کرنی چاہیے۔ جس نے اس انسان کو تخلیق کیا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ وہ اسی کے حکم سے اپنے افعال سرانجام دیتا ہے۔ اگر اس کی ذات چاہے تو کچھ بھی کر سکتی ہے۔ اس ذات کے سامنے کسی دوسرے کی مجال نہیں ہے کہ وہ افعال کے ذریعے اس ذات کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن وحدت الوجود میں ایسا ہوتا ہے جس سے متاثر ہو کر اس نظریہ وحدت الشہود کو پیش کیا گیا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن مغربی شاذلیؒ (656-591ھ):

آپ کی ولادت 1196ء کو ہوئی۔ آپ کا پورا نام ابوالحسن علی بن عبداللہ بن عبد الجبار بن یوسف ابن ہرمز المغربی الشاذلی الشریف الحسنی ہے۔ آپ قطب اول سلسلہ شاذلیہ کے بانی بہت بڑے شیخ اور امت مسلمہ کے بڑے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات کا سال نومبر 1258ء ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن مغربی شاذلیؒ سے بھی نظریہ وحدت الشہود کا تصور ملتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"انا لا اتری مع الحق من الخلق احد وان کان ولا بدقکا لہیاء فی الهواء ان فتشہ لم تجد شیئا" ¹⁵

"ہم خدا کے ساتھ کسی مخلوق کو کچھ بھی نہیں دیکھتے اور اگر ضروری ہو تو ایسا دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک ذرہ ہوا میں ہوتا ہے اگر اس کی تفتیش کرو تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔"

اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے یہ کائنات کچھ بھی نہیں ہے۔ انسان کو ایک ذرہ جو ہوا میں ہوتا ہے اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو اس ذرے کی بھی ہوا میں قدر و قیمت نہیں ہوتی ہے۔ تو پھر یہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے مل جل سکتا ہے اور حلول و اتحاد کر سکتا ہے۔ اس سے اخذ ہوتا ہے کہ انسان بھول کر بھی اپنے آپ کو اس ذات کے برابر نہ جانے۔

شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ (736ھ):

رکن الدین علاء الدولہ سمنانی سا توں صدی ہجری کے ایک صوفی بزرگ و شاعر تھے۔ جن کی پیدائش 569ھ کو ایران کے شہر سمنان میں ہوئی۔ وہ دین اسلام میں میانہ روی کے حامی تھے۔ میر سید علی ہمدانی اور سلسلہ اشرفیہ کے بانی مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے بھی اوائل عمر

میں حضرت علاؤالدولہ سمنانی سے کسب فیض لیا۔ آپ کی وفات 736ھ کو ہوئی۔
ابن عربی کے عقیدہ وحدت الوجود کے مقابل شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے وحدت الشہود کا عقیدہ واضح کیا۔
آپ فرماتے ہیں کہ:

"فوق عالم الوجود عالم الملك الودود" ¹⁶

مذکورہ قول گرامی میں وجود اور ودود کو ہم وزن تزیین جملہ کے لیے لایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وجود کائنات، ذات ودود جل سلطانہ کا عین نہیں کیونکہ ذات ودود حق تعالیٰ کا عین ہمہ اوست ہے۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے اس نظریہ کے مقابلے میں ہمہ از اوست کا نظریہ پیش فرمایا۔

شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک مکتوب بھی ہے۔ جس سے اس نظریہ کی تائید ملتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"کتب حقائق و معارف علی الخصوص سخنان توحید و تنزلات مراتب فی تواند مطالعہ کرد خود را و این باب بحضرت شیخ علاؤالدولہ بسیار مناسب بی ابدو در ذوق و حال درین مسئلہ مشار الیہ متفق است" ¹⁷

"میں نے حقائق و معارف اور خصوصاً توحید و تنزلات مراتب پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ کیا۔ لیکن مجھے اپنے خیالات کی شیخ علاؤالدولہ سمنانی (736ھ) سے زیادہ مناسبت معلوم ہوتی ہے اور وہ اس مسئلہ (توحیدی شہودی) میں اپنے ذوق و حال کے مطابق شیخ سمنانی سے متفق ہیں۔"

محمد انور علی سہیل فریدی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود کے مقابل حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی متوفی 736ھ نے وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔ وحدت الشہود کے مطابق ساری کائنات خدا کا ظل یا سایہ ہے۔" ¹⁸

اس کا مطلب یہ ہے کہ ذات اور کائنات ایک نہیں بلکہ کائنات اس ذات کے اسماء و صفات کے ظلال کا مظہر ہیں اور یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کا عکس اور پرتو ہے۔ اس کے علاوہ جو بات وحدت الشہود کی حمایت میں ہے۔ خود حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قول کی تشریح سے پتہ چل رہا ہے کہ حضرت شیخ الدولہ کے خیالات اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خیالات ایک جیسے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ، شیخ الدولہ کے خیالات سے متفق ہیں۔

اور اس بات پر اتفاق کرتے ہوئے ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت امام ربانی، حضرت ابن العربی کے علوم توحید کے مقابلے میں حضرت شیخ سمنانی کے توحیدی علوم و معارف کے ساتھ متفق ہیں۔" ¹⁹

حضرت شیخ سمنانی نے حضرت ابن العربیؒ کے شریعت مطہرہ سے بظاہر متصادم علوم و معارف کے متعلق سخت اختلاف کے باوجود ان کی بزرگی اور ان کے روحانی کمال کا اعتراف بھی کیا ہے۔

شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشیؒ اور شیخ علاؤالدولہ سمنائیؒ:

شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشیؒ، شیخ نور الدین عبدالصمد کے مرید ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔ جیسے تفسیر تاویلات، کتاب اصطلاحات صوفیہ شرح فصوص الحکم شرح منازل السائرین وغیرہ۔

شیخ رکن الدین علاؤالدولہ قدس اللہ سرہ کے معاصر تھے اور ان میں وحدت وجود کے قول میں مخالفت مباحثات رہے ہیں اور اس معنی میں ایک دوسرے کو خطوط لکھے ہیں وحدت الوجود کے بارے میں ایک خبر شیخ کمال الدین عبدالرزاق کو پہنچی تو شیخ رکن الدین علاؤالدولہ کی طرف انہوں نے خط لکھا اور پھر شیخ علاؤالدولہ نے اس خط کا جواب لکھا۔ اس خط کا جواب شیخ علاؤالدولہ نے اس طرح لکھا کہ اسی خط کی پشت پر اس کا جواب تحریر کر کے کاشان میں بھیج دیا۔ اس جواب کی تحریر یہ ہے:

"...والحمد علی المعارف الی حی تطابق الواقع عقلاً ونقلاً بحیث لا یمن للنفس تکذیبها وللشیطان تشکیکها وتطمئن القلوب علی وجوب وجود الحق، وحدنیه و تزاہت و من لہم یو من بو جوب وجود فہو کافر حقیقی و من لم یو من بواحد نیت فہو مشرک حقیقی و من لم یو من بنزہتہ من جمیع ما یخص بہ المکن فہو ظالم حقیقی الا ینسب الیہ مالا یلیق بکمال قدسہ والظلم و ضع الشئ فی غیر موضعہ لذلک لعنہم اللہ فی محکم کتاب لقولہ الا لعنہ اللہ علی الظالمین سبحانہ و تعالیٰ عما یصضہ بہ الجاحلون۔"²⁰

"خدا کی تعریف ہے۔ ان معارف پر کہ جو واقع کے مطابق ہیں۔ عقلاً و نقلاً اس طرح کہ نفس کو ان کی تکذیب اور شیطان کا شک میں ڈالنا ممکن نہیں دل خدا کے وجود و جوب اور اس کی توحید اور تنزیہ پر اطمینان پالیتے ہیں اور جو شخص اس کے واجب الوجود ہونے کا منکر ہے۔ وہ حقیقی کافر ہے اور جو اس کی توحید کا منکر ہے وہ حقیقی مشرک ہے اور جو اس کی ایسی پاکیزگی پر جس کے ساتھ ممکن خاص ہے ایمان نہیں رکھتا تو وہ ظالم حقیقی ہے۔ کیونکہ خدا کی طرف وہ بات منسوب کرتا ہے کہ جو اس کے کما قدس کے لائق نہیں اور ظلم اس کا نام ہے کہ شے کو اس کے غیر محل میں رکھا جائے۔ اس لیے خدا نے ان کو اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ جیسے فرمایا کہ لعنت ہو ظالموں پر وہ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے۔ جن کے ساتھ جاہل لوگ اس کا وصف کرتے ہیں۔

اس بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو کہ واجب الوجود ہے۔ اس کو نہ ماننے والا کافر ہے۔ اس کی توحید پر بھی ایمان رکھنا چاہیے۔ لیکن ہمیں ایسی چیزیں اس ذات کی طرف مائل نہیں کرنی چاہیے۔ جس سے اس کی توحید اور ذات پر حرف آتا ہو۔ لہذا ہمیں خدا کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہیں کرنی چاہیے جو اس کی شان کے خلاف ہو۔ ان چیزوں کو اس کی ذات سے الگ کرنے کا نام وحدت الشہود ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ:

آپؒ سلسلہ نقش بندیہ کے بزرگ ہیں۔ جو اپنے نام خواجہ بیرنگ سے بھی مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت 971ھ کو کابل (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ کی وفات 1012ھ کو بھارت میں ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ بھی توحید شہودی کے قائل تھے اور بوقت رحلت آپؒ نے اس نظریہ کی تائید فرمائی:

"ماراہ یقین معلوم شدہ است کہ توحید کوچہ

تنگ است شاہرہ و دیگر است" ²¹

"ہمیں یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا ہے کہ توحید (وجود) ایک تنگ کوچہ ہے۔ شاہراہ کوئی اور ہی ہے۔"

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں کہ:

"مجدد نے وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کا جو نظریہ پیش و رائج کیا۔ وہ دراصل خواجہ ہی کی راہنمائی و تعلیم کا نتیجہ تھا۔" ²²

آپؐ نے ایک رسالہ توحید پر لکھا ہے۔ جس کا نام "مختصر بیان توحید" ہے۔ اس رسالے میں توحید کا بیان مجمل طریقے سے بیان کیا ہے اور آیات و احادیث کے اقتباسات سے پر ہے۔ اس رسالہ میں توحید کی تعریف لکھتے ہیں کہ:

"توحید یہ ہے کہ نہیں موثر وجود میں کوئی شے سوائے اللہ کے۔ یعنی اپنی ساری قدرت کو خدا سے منسوب کرنا اور اپنے آپ کو قدرت سے خالی کرنا۔" ²³

آپؐ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے۔ جواز ل سے موجود ہے جبکہ یہ دنیا حادث ہے جو کہ مخلوق ہے چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ:

"توحید قدیم کو حادث سے الگ کرنے کا نام ہے۔" ²⁴

مزید آپؐ لکھتے ہیں کہ:

"الوہیت میں ایسی ذات کا اعتقاد رکھے کہ عرصہ امکان میں کسی طرح کوئی اس کا مثل نہ ہو ورنہ اس کا معتقد ممکنہ ہو جائے گا۔" ²⁵

اور کلیات بانی باللہ میں اس طرح ذکر ہے کہ:

ما صورت و حق آمینہ عکس نما است

ایں است معیتہ کہ حق را با ما است

ہر صورت و رظہ و شرط و گریست

ایں نسبت اسباب ازیں رو پیدا است ²⁶

اور رود کوثر میں ہے کہ:

"مجھے عین یقین ہو گیا ہے کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسری شاہراہ بھی ہے جس کو میں پہلے بھی جانتا تھا مگر اب اس کا

یقین حاصل ہو گیا ہے۔" ²⁷

وحدت الوجود میں خالق و مالک کا امتیاز ہی سرے سے ہٹ جاتا ہے اور عملی نتیجہ رہبانیت یا فرار کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوتا اور تخلیق کائنات کا نہ کوئی مقصد باقی رہ جاتا ہے نہ معانی! بس یہی کہ "رام تیری لیلا ہے" لیکن بصورت دیگر (وحدت الشہود میں) اللہ اور بندے کا خاص رشتہ ہے اور پابندی شریعت اس رشتہ کی استواری کا ذریعہ ہے۔ یہ ہمہ گیری مسلک نقشبندیہ ہی میں دکھائی دیتا ہے اور ہندوستان میں اس کی وسیع

پیانے پر ترو ترو اگرچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کارنامہ ہے۔ لیکن اس کی تخم ریزی کا فرض خواجہ باقی باللہؒ ہی نے انجام دیا۔ اور اگرچہ آپ خود تادیر "وحدت الوجود" کے حیرت خانے میں بھی رہے لیکن اس وقت بھی آپ "وحدت الشہود" کی طرف مائل ضرور تھے۔ اور "اللاحق" کا نعرہ آپ کے نزدیک تب بھی "ناہینائی" کی دلیل تھا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ:

"اما از اختلاط بصوفیان جابل احتراز نمائی۔۔۔۔۔۔ ہر گاہ کلمہ لا الہ الا اللہ راہگوئی دردل بیند یشی کہ نیست معبود غیر او، بد آنکہ ہر چہ محبوب و مقصود تست بہاں معبود تست و ہرچہ ہوائے تست خدائے تست۔۔۔۔۔۔ پس برتوباد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در تو بے تو ظاہر ساز دتا چون دران مقام استقامت یابی، ہم تفصیل اور درہم بے ہمہ اور ایابی و حق را از باطل امتیاز وہی نہ آنکہ چون ناہینا یاں ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی وصیت دیگر آنکہ بابر کہ در باطن او طلب معرفت الہی نیست صحبت نداری داز علما دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و تفاخر و زبان آوری ساختہ اند چنان اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر۔" ²⁸

اس سے بحث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نظریہ وحدت الشہود کے موجد نہیں ہیں بلکہ آپ اس نظریہ وحدت الشہود کی تعبیر و تشریح اور ترویج و اشاعت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اس نظریہ وحدت الشہود کے تصور و ایجاد کے بارے میں پہلے صوفیاء اکرام کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن و حدیث میں بھی اس کا تصور پہلے سے موجود ہے۔

نظریہ وحدت الشہود کی مقبولیت:

توحید اسلام کا امتیازی عقیدہ ہے۔ متصوفین نے اسے وحدت وجود کی صورت دے دی۔ تصوف کا اثر اسلامی معاشرت کے اندر اس درجہ سرایت کر گیا کہ وحدت وجود ایک مسلم عقیدہ بن گئی۔ اس نے تمام اسلامی سوسائٹی کو از سر تا پا متاثر کر دیا۔ نہ صرف یہ عقیدہ شعور مذہبی اور شعور اخلاقی پر اثر انداز ہوا بلکہ عمل پر بھی اس کا اثر پڑا۔ اعمال سے گزر کر یہ عقیدہ شعور جمالی پر اثر انداز ہوا۔ اسلام کے شعر و ادب اور فلسفہ و حکمت پر بھی اثر انداز ہوا۔ یہاں تک سمجھا جانے لگا کہ یہی وہ حقیقت ہے جس تک انسان کو پہنچنا تھا۔ بلکہ دراصل تعلیم اسلام کا حقیقی مفہوم بھی یہی وحدت تھی اور یہی وہ حقیقت تھی جو اب باب طریقت اور بڑی بڑی شخصیتوں پر منکشف ہوئی تھی اور کشف و شہود سے بلا واسطہ حاصل ہو جاتی تھی۔ پس تاریخ اسلام میں یہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے کہ شیخ مجدد جیسے شخص نے جو بہ اعتبار عالم دین اور صاحب باطن ہونے کے ایک مسلمہ حیثیت رکھتے ہیں۔ وحدت وجود کو نقد و نظر کے لیے اختیار کیا اور جانچنے اور پرکھنے کے بعد نہایت شدت کے ساتھ اس کی تنقیص و تعلیظ کی اور ایسی آزادی سے اس کی غلطیوں کو واضح کیا اور اس کشف و شہود کا جس پر وحدت وجود مبنی ہے۔ اس قدر شد و مد سے انکار کیا کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ شیخ مجدد الف ثانیؒ نے وحدت الشہود کا ایک ایسا تصور پیش کیا جو وحدت وجود سے بالکل متضاد تھا۔ اور اس پر شدت سے اصرار کیا کہ یہ تصور وحدت الشہود ہی صحیح اسلامی تصور ہے اور یہی وہ تصور ہے جو اس وحی الہی سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ پر اتری تھی۔ توحید کے باب میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے تصوف اسلامی کا رخ بدل دیا اور اسے اسلام کی اصلی تعلیم کے بہت قریب پہنچا دیا۔ یہ ایک بڑا انقلاب تھا۔ شیخ مجدد کے خیالات اس سرعت کے ساتھ پھیلے کہ خود ان کی زندگی ہی میں عالم اسلام کے اکثر حصہ نے انہیں مجدد تسلیم کر لیا۔

شاہ ولی اللہ ایک بہت بڑے عالم دین ہیں اور وہ صاحب باطن شمار ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے ایک رسالہ لکھا۔ جس کا نام فیصلہ وحدت الوجود والشہود رکھا۔ اس رسالہ میں جو مکتوب مدنی کے نام سے مشہور ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے ابن عربی اور شیخ مجدد الف ثانی کے مسئلہ توحید کی تطبیق کی ہے اور اس میں وحدت الشہود کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"معرفت و سلوک کا یہ (وحدت الشہود) مقام سے (وحدت الوجود) مقام سے نسبت زیادہ اونچا ہے۔" ²⁹

خواجہ میر درد پہلے کتاب واردات درد لکھی اور پھر علم الکتاب جو واردات کی شرح ہے وہ تحریر کی۔ علم الکتاب میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کل من عند اللہ کے مطابق ہمہ از اوست کی تصدیق وحی سے ہوتی ہے۔ اس لیے ہمہ اوست غلط ہے اور ہمہ از اوست صحیح۔" ³⁰

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ جو حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کے جانشین تھے وہ لکھتے ہیں کہ:

"حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس (وحدت الوجود) نظریہ کی بہت اصلاح کی اور اس کے مقام وحدت الشہود کو پیش کیا۔" ³¹

حضرت شاہ اسماعیل شہید جو شاہ ولی اللہؒ کے پوتے ہوئے ہیں۔ انہوں نے وحدت وجود اور وحدت شہود کی تطبیق میں عبقات کے نام کتاب لکھی ہے۔ جس میں فرماتے ہیں کہ:

"امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جس کو وحدت شہود کے نظریہ کا علم بردار سمجھا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں بکثرت ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ جن میں عالم ولاہوت یعنی (خالق و مخلوق) کے وجود کی تصریح کی گئی ہے۔" ³²

نظریہ وحدت الشہود کی بنیاد دانش برہانی پر نہیں بلکہ دانش نورانی پر ہے۔ لیکن یہ اتنا معصوم ہے کہ اس کو دانش برہانی سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ غالباً اس نظریہ کی مقبولیت کا راز اس میں مضمر ہے۔ چنانچہ پیٹر ہارڈی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

"شیخ احمد سرہندی کی بڑی کامیابی یہی ہے کہ انہوں نے ہندی اسلام کو متصوفانہ انتہا پسندی سے خود تصوف کے ذریعے نجات دلائی شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جس نظریہ کی انہوں نے تائید کی اس کے مطلب و مفہوم اور قدر و قیمت کا ان کو ذاتی طور پر عمیق ادراک تھا۔" ³³

ڈاکٹر محمد اقبالؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بے حد متاثر ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو خلاف حقیقت نہیں کہ انہوں نے اپنے تصور خودی کی بنیاد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تصور وحدت الشہود پر رکھی ہے۔ اقبال نے اپنے خطبات میں حضرت مجدد کے اس تصور کو سراہا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"سترہویں صدی کا ایک گراں قدر مفکر۔۔۔ شیخ احمد سرہندی۔۔۔ ہم عصر تصوف پر جن کی بے باکانہ تشریحی تنقید نے ایک تکنیک (وحدت الشہود) کو جنم دیا۔ صوفیاء کے مختلف سلاسل طریقت جو سنٹرل ایشیاء اور عرب سے ہندوستان آئے ان میں موصوف کی وہ تکنیک ہے جس نے ہندوستانی حدود و ثغور کو عبور کیا اور آج بھی پنجاب افغانستان اور ایشیائی روس میں ایک زندہ قوت ہے۔" ³⁴

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ تحریر کرتے ہیں کہ:

"بے شک کائنات کی ہر چیز نفس کلیہ کی عین ہے۔ اس لیے صوفیہ اس حالت کو بحر اور موج کی مثال دے کر سمجھاتے ہیں۔ لیکن اس سے اوپر نفس کلیہ سے لے کر واجب الوجود تک جو منزل ہے اور جسے ابداع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی کیفیت معلوم کرنا عقل کے بس کی بات نہیں۔ البتہ اس کی "انیت" یعنی حقیقت معلوم ہے۔ چنانچہ نفس کلیہ اور واجب الوجود میں جو نسبت ابداع ہے۔ وہ معلوم الانیہ مجہول الکلیفہ کہلاتی ہے۔ یہ مقام چونکہ عقل کے احاطہ سے خارج ہے۔ اس لیے اس کی تعبیر میں ہر قسم کے مشتبہ الفاظ مجازاً استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ ان بیانات کی تشریح کرنا، ان کی تحقیق کر کے سلیم العقل اشخاص تک پہنچانا اور اس ضمن میں جو متعارض اقوال وارد ہوں ان کی تطبیق کرنا، راسخ فی العلم (حضرت مجدد الف ثانیؒ) ہی کی شان ہے۔" ³⁵

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ نے توحید سے متعلق بہت بلند معارف بیان فرمائے۔" ³⁶

ڈاکٹر وحید عشرت اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح کرتے ہیں:

"حضرت مجددؒ نے جو کچھ ارشاد کیا ہے از روئے کشف والہام کیا ہے۔" ³⁷

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نظریہ وحدت الشہود کی مقبولیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"وحدت شہود قرین صواب ہے۔" ³⁸

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے ایک جانب عوام الناس کو اسلامی حدود کی حفاظت کے لیے کمر بستہ کیا تو دوسری طرف حکمران طبقے کو پوری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ آپ نے اسلامی دور جدید کے مطابق اصلاحات کا اجراء کر کے مسلمانان بر صغیر کو گمراہوں اور تباہیوں سے بچالیا۔ چنانچہ اس بارے میں محمد عبدالحق توکلیؒ کچھ اس طرح لکھتے ہیں کہ:

"حضرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانیؒ کا احسان عظیم ہے۔ آپ کی قلمی علمی اور عملی جدوجہد کے سبب یہ خطہ کفر والحاد کے نہ صرف غلبہ سے بچا بلکہ آنے والی مسلم نسل نے آپ کے اجتہاد کے روشن چراغ سے ہر دور میں راہنمائی اور روشنائی حاصل کی۔۔۔ آپ کے اس عمل عظیم کے عوض مسلمانان ہند میں احیائے اسلام کی متعدد تحریکیں ظہور پذیر ہوئیں۔" ³⁹

علمائے سو کے اقتدار اور ان کی (لا) شعوری کوششوں سے عوام و خواص گمراہ ہو رہے تھے۔ آپؒ نے اپنے علمی مکالمات اور مکتوبات کے ذریعے انہیں آشنائے شریعت کیا۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباسؒ شمس لکھتے ہیں کہ:

"نظریہ وحدت الوجود کی غلط تعبیر اور طریقت کی حقیقت سے بیشتر صوفیہ کی لاعلمی کے سبب اس راہ سے گمراہی کا جو سیلاب اٹھ رہا تھا۔ آپ نے اس پر روک لگائی اور نظریہ وحدت الشہود پیش کر کے طریقت کو شریعت کے تابع رکھنے پر اصرار کیا۔" ⁴⁰

مفتی محمد فاروق وحدت الشہود کے بارے میں کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

"وحدت الوجود کا مسئلہ جو صوفیاء کے نزدیک عرصہ سے چلا آ رہا تھا۔ حضرت مجدد صاحب نے اس کی تردید فرما کر شریعت مقدسہ کے

بموجب دوسری حقیقت (وحدت الشہود) واضح فرمائی۔ صوفیاء کہا کرتے تھے ہمہ اوست حضرت مجدد صاحب نے اصلاح فرمائی ہمہ از اوست۔⁴¹

پروفیسر محمد عبدالرسول لہی حضرت مجدد الف ثانی کے نظریہ وحدت الشہود کو صرف استدلالی نہیں بلکہ اس کی بنیاد کو ذاتی کشف و شہود اور ان کے روحانی تجربات پر کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"حضرت مجدد کا نظریہ شہود محض استدلالی نہیں بلکہ اس کی بنیاد ان کے ذاتی، شہود اور روحانی تجربات پر آپ کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ وحدت الوجود میں انتہا پسندی کے رجحانات کا سد باب کیا۔ بعض صوفیوں کے ہاں اس فلسفہ کی جو تاویلیں ہو رہی تھیں۔ ان میں خالق و مخلوق اور اسلام و کفر میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہا تھا۔ آپ نے وحدت الشہود کے نظریہ سے صوفیاء اور علماء کے اختلافات ختم کر دیے۔ وحدت الوجود کو سلوک کی محض ایک منزل بتایا اور عابد و معبود کا فرق واضح کر کے پابندی شرح کو سلوک کی آخری منزل قرار دیا۔"⁴²

مولانا واحد بخش سیال ربانی نظریہ وحدت الشہود کو عین الیقین کا درجہ دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"وحدت الشہود کا تعلق عین الیقین سے ہے اور وحدت الوجود کا تعلق علم الیقین سے ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اصحاب وحدت الوجود کو جس وحدت کا صرف علم الیقین حاصل ہے۔ اس وحدت کا حضرت مجدد الف ثانی کو عین الیقین بھی حاصل ہے۔ یعنی جس وحدت کو اصحاب وحدت الوجود صرف علمی و منطقی حقیقت سمجھتے ہیں۔ اس وحدت کا یقین حضرت مجدد الف ثانی کو اپنے ذاتی مشاہدہ سے بھی حاصل ہو چکا ہے۔"⁴³

شیخ اکبر اور امام ربانی دونوں کے بیانات، نظریات استدلال علمی و عقلی کے علاوہ کشف و شہود کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ فرق صرف استدلال اور کشف کی صحت اور عدم صحت کا ہے۔ چنانچہ سرمایہ ملت کا نگہبان لکھتا ہے کہ:

"آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے عارف کامل اور صاحب کشف و اجتہاد کی حیثیت سے شیخ اکبر اور دوسرے صوفیائے وجودیہ کے اسی نظریہ پر نقد و نظر کا آغاز فرمایا اور اس کشف و شہود کو جس پر توحید وجودی کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ سکر یہ اقوال و احوال قرار دے کر توحید خالص کا وہ قرآنی نظریہ پیش فرمایا۔ جو وحدت الوجود سے یکسر متضاد تھا اور جس کی تعبیر آپ نے وحدت الشہود سے فرمائی اور اس نظریہ توحید کو آپ نے وحی الہی کا ماخذ اور توحید کا اصلی اسلامی تصور قرار دیا۔ آپ کی اس کشفی اور استدلالی تخلیق و تحقیق نے عجمی تصوف کا رخ اسلامی تصوف کی طرف موڑ دیا اور عالم اسلام میں ایک زبردست فکر، کشفی اور روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ آپ کا پیش کردہ نظریہ وحدت الشہود آپ کی زندگی میں ہی عالم اسلام کی اکثریت نے قبول کر لیا تھا۔"⁴⁴

محمد داؤد فاروقی بھی نظریہ وحدت الشہود کی حمایت و مقبولیت میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کی جانب ترقی کی تو آپ پر علوم و معارف شرعیہ ظاہر ہونے لگے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خلعت آپ کو عنایت فرمائی۔"⁴⁵

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوریؒ ماہنامہ نور السلام مجدد الف ثانی میں وحدت الشہود کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"ایمان شہودی عام صوفیہ کا حصہ خواہ وہ ارباب عزالت ہوں یعنی گوشہ نشین ہوں۔ خواہ ارباب عشرت یعنی لوگوں میں رہنے والے ہوں کیونکہ ارباب عشرت اگرچہ مرجوع ہیں۔ لیکن پورے طور پر عدم رجوع کی وجہ سے ان کا باطن اس ذوق کی طرف مائل ہے۔ یعنی وہ ظاہر میں خلق کے ساتھ ہیں اور باطن میں حق کے ساتھ۔ اس لیے ایمان شہودی ہر وقت ان کو نصیب ہے۔"⁴⁶

سید زوار حسین کچھ اس طرح لکھتے ہیں کہ :

"شہود افضل ہے اور مطلوب تک پہنچاتا ہے۔ اور غیب راستہ میں رہ جاتا ہے اور حجاب سے رہائی نہیں دیتا تو میں کہتا ہوں کہ رویت شہود کا مقام آخرت میں ہے۔ دنیا میں واقع نہیں ہے اس دنیا کا حصہ یقین حاصل کرنا ہے۔ جو کہ غیب سے قریب تر ہے۔"⁴⁷

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نظریہ وحدت الشہود کی مقبولیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ :

"حضرت مجدد الف ثانی نے نظریہ وحدت الشہود کی اس طرح صراحت نہیں فرمائی۔ جس سے اکابرین کی تنقیص شان ہوتی ہو۔ آپ نے تو ارباب توحید کے تصورات و مکاشفات کی بڑی خوبی سے تاویل فرمائی اور ان کو مخالفانہ خردہ گیری سے بچایا۔"⁴⁸

حضرت علامہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب نے وحدت الشہود کو شہود دائمی کا نام دیا ہے۔

"دوسرے سلسلوں کے ان بزرگوں کے نزدیک جو شہود معتبر ہے وہ شہود دائمی ہے۔ جسے ان حضرات نے یادداشت سے تعبیر فرمایا ہے اور جو شہود دوام پذیر نہ ہو۔ وہ ان حضرات کے نزدیک ناقابل اعتبار ہے اور اس طریق کی منزلوں کو طے کرنا، صاحب شریعت کی مکمل پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔"⁴⁹

ہندوؤں نے وحدت الوجود میں اپنا فلسفہ بیان کرنا شروع کر دیا تو اس سے صوفیہ خام اور علمائے سونے بھی فائدہ اٹھایا تو اس وقت حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نظریہ وحدت الشہود پیش کیا۔ محمد اقبال مجددی اس طرح رقمطراز ہیں کہ :

"جب ہندوؤں نے نظریہ وحدت الوجود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کی تو اسی وقت صوفیہ خام کا طبقہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور ان کی مدد سے انہوں نے اسے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ اس کے افکار کا مرکزی نقطہ نظر "وحدت ادیان" تھا۔ ان حالات میں حضرت مجدد الف قدس سرہ نے ایسے صوفیہ کو لکارا اور اس کے انجام سے خبردار کیا۔ خود چشتی سلسلہ کے بزرگوں نے جن کے ہاں اس نظریہ کی سب سے زیادہ پذیرائی ہوئی تھی۔ اس نظریہ کے تمام تر بحث کو خانقاہ تک محدود رکھنے کی پوری پوری کوشش کی۔ لیکن جب ان شرائط کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو عوام تک پہنچ کر اس نظریے نے منفی اثرات مرتب کرنا شروع کر دیے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کو آمیزش سے پاک کرنے کے لیے بہت سعی فرمائی اور اس کے مقابل "وحدت الشہود" کو پیش کیا۔"⁵⁰

حضرت مجدد الف ثانیؒ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا تک پہنچنے کے نبوی طریقے اور صوفی طریقہ میں امتیاز کیا اور موخر الذکر پر طریق نبوت کی روشنی میں تبصرہ کیا۔ شیخ مجدد نے غیر معمولی جرات کے ساتھ تصوف کی پوری تاریخ پر نظر ڈالی اور واضح کیا کہ کون سے نظریات اور اعمال

شریعت کی حدود کے اندر ہیں اور کون سے شریعت سے منحرف اور قابل تنقید ہیں۔ اگر کسی نے شریعت کے خلاف کوئی بات کہی ہے تو شیخ مجدد نے اس پر بے تکلف تنقید کی ہے۔ خاص طور پر انہوں نے وحدۃ الوجود کے فلسفہ کو ہدف تنقید بنایا اور اسلامی عقائد، اقدار اور اعمال پر اس کے برے اثرات سے آگاہ کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انہوں نے وحدۃ الوجود کی بجائے وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔ جو شریعت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ جس کا تصور پہلے صوفیاء اکرام میں بھی ملتا ہے۔ یہ وہ کام ہے جس کو حضرت مجدد الف ثانی نے احیائے اسلام کے لیے، کاوشوں سے پیش کیا ہے۔

حوالہ جات

1. قشیری، ابوالقاسم، عبدالکریم بن ہوازن "الرسالۃ القشیریہ"، بیروت، دار احیاء، اثرات العربی، 1419ھ، ص 135
2. جامی، عبدالرحمان، مولانا، نقش بندی "نفحات الانس" لاہور، اللہ والے کی قومی دکان، 1907ء، ص 337
3. فاروقی، طاہر منصور "حسین بن منصور حلاج"، لاہور، الممد پبلی کیشنز، س۔ن، ص 34-35
4. ایضاً، طاسین التوحید، ص 124-125
5. ایضاً، طاسین الاسرار، ص 127
6. ایضاً، ص 199
7. عابد علی، ماتیدی، مفتی "علم الکلام کی اہمیت، افادیت" لاہور، مراۃ العارفین پبلیکیشنز، مارچ، 2021ء، آخری قسط، ص 3
8. نفحات الانس، ص 337
9. جویری، علی بن عثمان، سید "کشف المحجوب" مترجم سید ابوالحسنات محمد احمد فاروقی، لاہور، اسلامک فاؤنڈیشن، 1983ء، ص 400
10. "کشف المحجوب" (مترجم مفتی سید غلام معین الدین)، لاہور، شبیر برادرز، 2016ء، ص 50
11. عاطف، مختتم خاں "تصوف تاریخ کی روشن میں" لاہور، فکشن ہاؤس، 2020ء، ص 310
12. محمد نور نبی، ڈاکٹر "امام غزالی اور ان کا نظریہ توحید" دہلی برہان، س۔ن، ص 165-166
13. عثمان، بن ابی بکر، بن یونس "شرح کافیہ در تصوف" (مترجم میر سید عبدالواحد ابراہیم بن قطب الدین بلگرامی)، لاہور، پروگریسو بکس، 2018ء، ص 56
14. ایضاً، ص 37
15. نفحات الانس، ص 606
16. محمد سعید احمد مجددی "سعادت العباد شرح مبدا و معاد" گوجرانوالہ، تنظیم الاسلام، پبلی کیشنز، 2016ء، ص 267
17. مجدد الف ثانی، شیخ سرہندی "مکتوبات امام ربانی"، کوئٹہ، مکتبہ الحرمین شریفین، س۔ن، دفتر اول، مکتوب 11
18. محمد انور علی، سہیل فریدی "جہان تصوف" لاہور، مسعود پبلشرز، 2012ء، ص 49
19. سعادت العباد، شرح مبدا و معاد، ص 268
20. ایضاً، ص 520

21. مکتوبات، امام ربانی، دفتر اول، مکتوب 43
22. برہان احمد فاروقی، ڈاکٹر "کلیات باقی باللہ" لاہور، ملک دین محمد اینڈ سنز، س۔ن، ص 12
23. محمد عبدالرسول لہمی، پروفیسر "تاریخ مشائخ نقشبندیہ" لاہور، زاویہ پبلشرز، 2018ء، ص 279
24. محمد نذیر انجم، ڈاکٹر "خواجگان نقشبندیہ" میانوالی، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، 2014ء، ص 240
25. ایضاً، ص 239
26. کلیات باقی باللہ، ص 176
27. محمد اکرام "رود کوثر" مطبوعہ، لاہور، 1957ء، ص 261
28. کلیات باقی باللہ، ص 15
29. شاہ ولی اللہ "مکتوب مدنی" (فیصلہ وحدت الوجود، الشہود) (مترجم مولانا محمد حنیف صاحب ندوی)، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1965ء، ص 6
30. خواجہ، میر درد "علم الکتاب" لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص 184
31. شاہ غلام علی دہلوی "مقامات مظہری" (مترجم محمد اقبال مجددی)، لاہور، پروگریسو بکس، 2015ء، ص 119
32. اسماعیل شہید، شاہ، "عبقات" (مترجم علامہ سید مناظر احسن گیلانی) انڈیا، المجتہد العلمیہ، اے۔پی۔س۔ن، ص 90
33. پیٹر ہارڈی، "سورسز آف انڈین ٹریڈیشنز" نیویارک، 1959ء، ص 449
34. Iqbal, Dr. "The Reconstruction of Religious thought in Islam" Lahore, 1944, P. 192
35. عبید اللہ سندھی، مولانا "شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ" لاہور، سندھ ساگر اکادمی، 2019ء، ص 74-75
36. ہاشم کشمی، محمد، خواجہ "زبدۃ المقامات" (مترجم، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان)، سیالکوٹ، مکتبہ نعمانیہ، 1407ھ، ص 173
37. وحید عشرت، ڈاکٹر "فلسفہ وحدت الوجود" لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، س۔ن، ص 352
38. محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، پروفیسر "سیرت مجدد الف ثانی" کراچی، امام ربانی فاؤنڈیشن، 2005ء، ص 183
39. محمد عبدالخالق، توکل "سیرت طیبہ امام ربانی مجدد الف ثانی" فیصل آباد، صدیقیہ پبلیکیشنز، 2015ء، ج دوم، ص 74
40. محمد ہمایوں، عباس، شمس، ڈاکٹر "ارمغان امام ربانی" لاہور، امام ربانی پبلیکیشنز، 2016ء، ج ہفتم، ص 236
41. محمد فاروق، مفتی "نذر کرہ مجدد الف ثانی" کراچی، دارالاشاعت، 2011ء، ص 72-73
42. "تاریخ مشائخ نقشبندیہ"، ص 400-401
43. واحد بخش، سیال، ربانی، مولانا، الحاج "وحدت الوجود و وحدت الشہود" لاہور، الفیصل تاجران کتب، 2014ء، ص 80
44. محمد سعید احمد مجددی، پیر "سرمایہ ملت کا نگہبان" گوانوالہ، تنظیم الاسلام پبلیشرز، 2011ء، ص 109
45. محمد اؤد فاروقی "سیرت امام ربانی" فیصل آباد، صبح نور پبلی کیشنز، 2019ء، ص 79
46. جمیل احمد شر قپوری "ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی" شر قپور شریف، مکتبہ نور اسلام، جنوری۔فروری، 1988ء، ص 302
47. عروۃ الوثقی، محمد معصوم، خواجہ "انوار معصومیہ" (مترجم سید ز3 وار حسین)، کراچی، مکتبہ مجددیہ، س۔ن، ص 248
48. محمد مسعود، ڈاکٹر "سیرت مجدد الف ثانی" کراچی، امام ربانی فاؤنڈیشن، 2005ء، ص 179

49. غلام مصطفیٰ، مجددی، علامہ "رسائل مجدد الف ثانی" لاہور، قادری رضوی کتب خانہ، 2009ء، ص 357
50. محمد اقبال، مجددی، "احوال و آثار خواجہ محمد معصوم سرہندی" لاہور، پروگریسو بکس، 2020ء، ص 194-195

References

1. Al-Qashiri, Abu al-Qasim, 'Abd al-Karim ibn Hawazin al-Risalat al-Qashiriyyah, Beirut, Dar-i-Ahya, Effects al-Arabi, 1419 AH, p. 135
2. Jami, Abdul Rehman, Maulana, Naqshbandi "Nafhat al-Anas" Lahore, National Shop of Allah Wale, 1907, p. 337
3. Farooqi, Tahir Mansoor "Husayn bin Mansur Halaj", Lahore, Alhamd Publications, s. N, pp. 35-34.
4. Ibid, Tasin al-Tawhid, pp. 125-124
5. Iddah, Tasin al-Israr, p. 127
6. Ibid., p. 199
7. Abid Ali, Matridi, Mufti "Importance, Utility of Theology" Lahore, Marat-ul-Arifeen Publications, March, 2021, Last Episode, p. 3
8. Nafhat al-Anas, p. 337
9. Hajveri, Ali b. 'Uthman, Sayyid Kashf al-Mahjoob, translated by Sayyid Abul Hasnat Muhammad Ahmad Farooqi, Lahore, Islamic Foundation, 1983, p. 400
10. "Kashf al-Mahzab" (Translated by Mufti Syed Ghulam Moinuddin), Lahore, Shabbir Brothers, 2016, p. 50
11. Atif, Mohtashim Khan, "Sufism in the Light of History" Lahore, Fiction House, 2020, p. 310
12. Muhammad Noor Nabi, Dr. "Imam Ghazali and His Ideology of Tawheed", Delhi Burhan, S. N, pp. 165-166
13. Uthman, Bin Abi Bakr, Bin Yunus "Sharh Ka Fiyah Dartsuf" (Translated by Mir Sayyid Abdul Wahid Ibrahim bin Qutb-ud-Din Bilgrami), Lahore, Progressive Books, 2018, p. 56
14. Ibid. p. 37
15. Nafhat al-Anas, p. 606
16. Muhammad Saeed Ahmad Mujaddi, Saadat-ul-Ibad Sharh-e-Mubada wa Ma'ad, Gujranwala, Sangathan-ul-Islam, Publications, 2016, p. 267
17. Mujaddad al-Fasani, Shaykh Sir Hindi, "Maktobat Imam Rabbani", Quetta, Maktaba-ul-Harmeen Sharifeen, s. N, First Office, Letter 11
18. Muhammad Anwar Ali, Suhail Faridi, Jahan Tasawwuf, Lahore, Masood Publishers, 2012, p. 49
19. Saadat al-Ibad, Sharh Mabadwa Ma'ad, p. 268
20. Ibid., p. 520
21. Letters, Imam Rabbani, First Office, Letter 43
22. Burhan Ahmad Farooqi, Dr. "Kaliyat Baqi Billah", Lahore, Malik Din Muhammad & Sons, S. N, p. 12
23. Muhammad Abdul Rasul Lillahi, Professor " Tarikh Mashaikh Naqsh Bandia" Lahore, Zawiya Publishers, 2018, p. 279
24. Muhammad Nazeer Ranjha, Dr. "Khawajagan Naqshband" Mianwali, Khanqah Sirajia Naqshbandiya Mujaddia, 2014, p. 240
25. Ibid. p. 239
26. Kaliyat Baqi Ba'allah, p. 176
27. Muhammad Ikram "Rudkosar", Lahore, 1957, p. 261
28. Kaliyat Baqi Ba'allah, p. 15
29. Shah Waliullah "Maktoob Madani" (Decision Wahdat-ul-Astitva, Al-Shahud) (Translated by Maulana Muhammad Hanif Sahib Nadwi), Lahore, Institute of Islamic Culture, 1965, p. 6
30. Khwaja, Mir Dard "Ilm-ul-Kitab" Lahore, Institute of Islamic Culture, p. 184
31. Shah Ghulam Mili Dehlawi, "Places of Mazhari" (translated by Muhammad Iqbal Mujaddi), Lahore, Progressive Books, 2015, p. 119

32. Isma'il Shaheed, Shah, "Ubqat" (Translated by Allama Sayyid Darsalam Ahsan Gillani), India, Al-Lajanta al-Ilmiyyah, AP, S.N., p. 90
33. Peter Hardy, "Sources of Indian Trades" New York, 1959, p. 449
34. Iqbal, Dr. "The Reconstruction of Religious thought in Islam" Lahore, 1944, P. 192
35. Ubaidullah Sindhi, Maulana "Shah Waliullah and His Philosophy" Lahore, Sindh Sagar Academy, 2019, pp. 75-74
36. Hashim Kashmi, Muhammad, Khwaja "Zabdat-ul-Sthan" (Translator, Dr. Ghulam Mustafa Khan), Sialkot, Maktaba Nomania, 1407 AH, p. 173
37. Waheed Ishrat, Dr. "Philosophy of Wahdat-ul-Astitva" Lahore, Milestone, Publications, S. N, p. 352
38. Muhammad Masood Ahmad, Doctor, Professor Sirat Mujaddad al-Fasani, Karachi, Imam Rabbani Foundation, 2005, p. 183
39. Muhammad Abdul Khaliq, "Sirat Tayyaba Imam Rabbani Mujaddad al-Fasani" Faisalabad, Siddiqia Publications, 2015, vol. 2, p. 74
40. Muhammad Humayun, Abbas, Shams, Dr. Armaghan Imam Rabbani, Lahore, Imam Rabbani Publications, 2016, Vol. VII, p. 236
41. Muhammad Farooq, Mufti Tazir Mujaddad al-Fasani, Karachi, Dar-ul-Pasat, 2011, pp. 73-72
42. "Tarikh Mashaikh Naqshbandiyya", pp. 401-400
43. Wahid Bakhsh, Sial, Rabbani, Maulana, Al-Haj "Wahdat-ul-Astitva Wa Wahdat-ul-Shahood" Lahore, Al-Faisal Tajiran Kitab, 2014, p. 80
44. Muhammad Saeed Ahmad Mujaddi, Peer "Guardian of Capital Millat" Gujranwala, Sangathan-ul-Islam Publishers, 2011, p. 109
45. Muhammad Dawood Farooqi "Sirat Imam Rabbani" Faisalabad, Subah Noor Publications, 2019, p. 79
46. Jamil Ahmad Sharqpur, "Monthly Noor Islam Mujaddad al-Fasani", Sharqpur Sharif, Maktaba Noor Islam, Januri-February, 1988, p. 302
47. Urwat Al-Lathqa, Muhammad Masoom, Khwaja "Anwar Masumiyya", (translated by Sayyid Za3war Hussain), Karachi, Maktaba Mujaddiya, s. N, p. 248
48. Muhammad Masood, Dr. Sirat Mujaddad al-Fasani, Karachi, Imam Rabbani Foundation, 2005, p. 179
49. Ghulam Mustafa, Mujaddi, Allama Rasa'il Mujaddad al-Fasani, Lahore, Qadri Rizvi Library, 2009, p. 357
50. Muhammad Iqbal, Mujaddi, "Ahwal wa Athar Khwaja Muhammad Masoom Sir Hindi" Lahore, Progressive Books, 2020, pp. 194-195